شیخ نورالدین: کشمیری ثقافت کی تجدید اور اس کے وسیع اثرات

اشتیاق احمد وگے

ریسرچ اسکالر، سینٹرل یونیورسٹی آف کشمیر

ishtiyaq.wagay@gmail.com

کشمیر کی تاریخ میں چودہویں صدی کی باا ثر شخصیت شیخ نورالدین نے روحانی پاکیزگی، اسلامی رسوم ورواج اور کشمیری زبان و ثقافت کو اپنی شاعری میں لاکر تقویت پہنچائی اور اپنی تعلیمات کو عوام تک پہنچایا۔ ان کی سادگی، انکساری اور عالمگیر بھائی چارے کے بنیادی اصولوں نے متنوع افراد کے درمیان ہم آہنگی اور مساوات کو فروغ دیا۔ مزید برآں، انھوں نے امن، ماحولیاتی ذمہ داری اور فطرت کے ساتھ بقائے باہمی پر زور دیا۔ شیخ نورالدین کی تعلیمات نے کشمیری معاشرے پر گہرا اثر چھوڑا اور ادب، موسیقی اور فنکارانہ اظہار کو متاثر کیا۔ آج بھی ان کی وراثت لوگوں کو متاثر کر رہی ہے۔ اس تحقیق کا مقصد ان کی گراں قدر خدمات پر روشنی ڈالنا اور ماضی اور حال دونوں میں کشمیری معاشرے اور ثقافت پر ان کے دیرپا اثر ورسوخ کو اجاگر کرنا ہے۔ مزید برآں، اس میں کشمیر میں ریشی نظام خانقاہی کے احیاء میں شیخ نورالدین کے مؤثر کردار کا جائزہ لیا گیا ہے اور کشمیری معاشرے اور ثقافت پر ان کی تعلیمات کے اثرات کا جائزہ لیا گیا ہے۔

تعارف: شیخ نور الدین، جنہیں "شیخ العالَم" کے نام سے بھی جانا جاتا ہے، وادی کشمیر کی مذہبی اور ثقافتی تاریخ میں ایک نمایاں شخصیت ہیں۔ وہ چودہویں صدی عیسوی میں ۱۳۷۸ء کے آس پاس جموں و کشمیر کے ضلع کولگام میں واقع گاؤں قیموہ میں پیدا ہوئے[1]۔ ان کی شخصیت ریشی نظام خانقاہی کے احیاء اور قیام میں ان کی خدمات کی وجہ سے ایک اہم مقام رکھتی ہے۔ ان کی تعلیمات اور کاوشوں نے وادی کے روحانی اور ثقافتی منظرنامے کو تشکیل دینے میں اہم کردار ادا کیا۔

---

[1] حسن کھویہامی، تاریخ حسن، ترجمہ: شریف حسین قاسمی، علی محمد اینڈ سنز، سرینگر، ۲۰۲۲، جلد ۳، ص: ۱۶۲-۱۶۱؛ محی الدین مسکین، تاریخ کبیر، ترجمہ: شمس الدین احمد، شیخ غلام محمد اینڈ سنز، سرینگر، ۲۰۱۵، ص: ۲۱۰۔

شیخ نورالدین نے کشمیری معاشرے میں روحانی پاکیزگی، اسلامی رسوم ورواج اور اسلامی تشخص کی ترویج کی اہمیت پر زور دیا۔ انھوں نے کشمیری زبان میں بے شمار اشعار لکھے جو آج بھی کشمیری لوگوں کو ہر دم ورد زبان ہیں۔ ان اشعار کو، جنہیں "شروک" (سنسکرت: شلوک[۲]) کے نام سے جانا جاتا ہے، کشمیری ادب کا شاہکار سمجھا جاتا ہے اور ان کی گہری روحانی بصیرت اور خدا سے محبت کی عکاسی کرتا ہے۔

شیخ نورالدین کے نقطۂ نظر کا ایک قابل ذکر پہلو یہ تھا کہ انہوں نے اپنی شاعری میں کشمیری زبان اور ثقافت کو شامل کیا۔ ایسا کرتے ہوئے انہوں نے اپنی تعلیمات کو عام لوگوں تک پہنچایا، اسلامی اصولوں کی ترویج میں سہولت فراہم کی اور عوام میں مذہبی عقیدت کو فروغ دیا۔ سادگی، انکساری اور عالمگیر بھائی چارے پر ان کا زور سماجی حدود سے بالاتر تھا۔ وہ متنوع پس منظر کے افراد کے درمیان مساوات اور اتحاد کی وکالت کرتے تھے۔

شیخ نورالدین نے اپنی روحانی تعلیمات کے علاوہ امن، ہم آہنگی اور ماحولیاتی ذمہ داری کو بھی فروغ دیا۔ انھوں نے فطرت کے ساتھ ہم آہنگی اور ماحولیات کے تئیں ذمہ داری کے احساس کو پروان چڑھانے کی اہمیت پر زور دیا۔ یہ اقدار کشمیری معاشرے میں گہرے طور پر گونجتی تھیں اور ثقافتی اظہار کے مختلف پہلوؤں بشمول ادب اور دیگر فنکارانہ شکلوں پر گہرے اثرات مرتب کرتی تھیں۔ شیخ نورالدین کی میراث آج بھی کشمیر کے لوگوں کو متاثر کر رہی ہے۔ ان کی محبت، بھائی چارہ اور روشن خیالی کی تعلیمات کو ادارہ جاتی اقدامات اور سرکاری اعتراف کے ذریعے منایا اور محفوظ کیا جاتا ہے۔ شیخ نورالدین کا پائیدار اثر کشمیر کے روحانی، ثقافتی اور سماجی ڈھانچے میں ان کی قابل ذکر خدمات کی عکاسی کرتا ہے اور وادی کی تاریخ پر ایک دیرپا نقوش چھوڑتا ہے۔

شیخ نورالدین کی تعلیمات اور روحانی اثر ورسوخ نے مذہبی اور سماجی حدود سے بالاتر ہو کر کشمیر میں ایک بڑی تعداد کو اپنی طرف راغب کیا۔ ان کا اتحاد اور محبت کا پیغام اب بھی لوگوں میں گونجتا ہے۔ ان کی درگاہیں خاص طور پر بڈگام ضلع کے چرار شریف قصبے میں واقع ہیں[۳]۔ ان کو وادی

---

[۲] یہ ریشیوں کے اشعار یا نظم ہیں لیکن خصوصی طور پر اس کا استعمال نند ریشی یا شیخ نورالدین کے اشعار کے لئے کیا جاتا ہے: کنسائز کشمیری ڈکشنری، ص: ۳۶۲۔

[۳] محی الدین مسکین، ص: ۲۲۸-۲۲۷۔

میں مسلمان اور ہندو دونوں اہم زیارت گاہوں کے طور پر تسلیم کرتے ہیں۔ شیخ نورالدین کی میراث ان کی روحانی تعلیمات سے بالاتر ہے۔ انہیں کشمیر کی ثقافتی تاریخ میں ایک بااثر شخصیت کے طور پر بھی جانا جاتا ہے۔ ان کے اشعار نے، جو کشمیری لوک داستانوں، تصوف اور مذہبی علامتوں کے عناصر کا امتزاج ہیں، وادی کی ادبی روایات پر گہرا اثر ڈالا ہے۔ ان کی وفات کے صدیوں بعد بھی ان کی تعلیمات اور سب کے لئے محبت کا جذبہ لوگوں کو ان کی طرف راغب کرتا ہے۔ شیخ نورالدین کی وراثت وادی کے ثقافتی اور مذہبی ڈھانچے کا ایک لازمی حصہ ہے۔

نورالدین کے دور کا سماجی و ثقافتی پس منظر: ان کے دور کے تاریخی اور ثقافتی ڈھانچے کو سمجھنے کے لیے ضروری ہے کہ چودھویں صدی کے کشمیر کے وسیع تر منظر نامے کا جائزہ لیا جائے۔ شیخ نورالدین کے دور میں کشمیر ایک وادی تھی جو اپنے شاندار ثقافتی ورثے، قدرتی حسن اور وسطی ایشیا، فارس اور برصغیر پاک وہند کو ملانے والے اسٹریٹیجک محل وقوع کی وجہ سے مشہور تھی۔ اس میں موریہ، کشان، گپتا اور بعد میں مسلم حکمرانوں سمیت مختلف خاندانوں اور سلطنتوں کے سیاسی اور ثقافتی اثرات کی ایک طویل تاریخ تھی۔ چودھویں صدی کے کشمیر میں ایک پیچیدہ سیاسی صورتحال دیکھنے میں آئی۔ اس وقت شاہمیری خاندان (۱۳۳۹-۱۵۶۱عیسوی) کی حکمرانی تھی، جو ایک مسلم خاندان تھا جس کی بنیاد شاہ میر (۱۳۳۹-۱۳۴۲ عیسوی) نے رکھی تھی، جو سواد گیر (وادی سوات) [۴] سے آیا تھا۔ اس دور میں کشمیر بدھ مت اور ہندو روایات کا مرکز تھا۔ پچھلی صدیوں کے دوران بدھ مت کا نمایاں اثر تھا، لیکن آہستہ آہستہ اس کی مقبولیت میں کمی واقع ہوئی، جس سے ہندو مت کے احیاء اور شیومت کے ابھرنے کی راہ ہموار ہوئی [۵]۔

شیخ نورالدین تصوف کے پیروکار تھے، جس کے ذریعے نفس کا تزکیہ، اخلاق کا تصفیہ اور

---

[۴] محمد اعظم دیدمری، واقعات کشمیر، ترجمہ: شمس الدین احمد، جموں وکشمیر اسلامک ریسرچ سینٹر، سرینگر، ۲۰۱۹، ص:۴۹-۴۸؛ حیدر ملک، تاریخ کشمیر، ترجمہ: رضیہ بانو، بھاونا پرکاشن، دہلی، ۱۹۹۱، ص: ۳۸-۳۷؛ حسن کھوئیہامی، تاریخ حسن، ترجمہ: شریف حسین قاسمی، علی محمد اینڈ سنز، سرینگر، ۲۰۱۳، جلد ۲، ص:۱۶۴؛ بہارستان شاہی، ترجمہ کے۔این-پنڈت، فرماکے ایل ایم پرائیویٹ لمیٹڈ، کلکتہ، ۱۹۹۱، ص: ۱۶۔

[۵] کشمیری سوسائٹی میں شیومت کے لئے دیکھیں: جے سی چٹرجی، کشمیری شیوازم، پریمل پبلکیشنز، دہلی، ۲۰۲۲؛ بی این پنڈت، ہسٹری آف کشمیری شیوازم، اتپال پبلکیشنز، سرینگر، ۱۹۹۰؛ بی این پنڈت، اسپیکٹس آف کشمیر شیوازم، اتپال پبلکیشنز، سرینگر، ۱۹۷۷۔

ظاہر وباطن کی تعمیر ہوتی ہے۔ان کی تعلیمات نے زندگی کے روحانی اور سماجی پہلوؤں کے امتزاج پر زور دیا۔ انہوں نے سادگی، عقیدت اور مادّہ پرستانہ کاموں کو مسترد کرنے کی وکالت کی۔ ان کی تعلیمات مذہبی حدود کو عبور کرتے ہوئے ہندوؤں اور مسلمانوں دونوں کو اپنی طرف راغب کرتی ہیں۔ شیخ نورالدین کے روحانی اور سماجی پیغام نے کشمیر میں مذہبی اور ثقافتی اصلاحات کی لہر دوڑادی۔ تاہم یہ بات قابل ذکر ہے کہ شیخ نورالدین کے دور میں کشمیر کا تاریخی سیاق وسباق چیلنجز سے خالی نہیں تھا۔ وادی کا سیاسی منظر نامہ اکثر ہنگامہ خیز ہوتا تھا، جس میں مختلف مقامی اور بیرونی حکمران اقتدار کے حصول کے لئے برسرپیکار رہتے جس سے وادی کا استحکام متاثر ہوتا تھا۔ کشمیر میں بھی مختلف مذہبی گروہوں کے درمیان فرقہ وارانہ کشیدگی دیکھی گئی اور شیخ نورالدین کی تعلیمات ان تنازعات کا جواب تھیں۔

نورالدین کی خدمات

ریشی نظام خانقاہ کا قیام: شیخ نورالدین کا ریشی تحریک میں تاریخی کردار اس کے مجدد اور بانی دونوں کے طور پر ظاہر ہوتا ہے کیونکہ انہوں نے کشمیری معاشرے میں اسلامی رسم و رواج، قوانین اور اسلامی شناخت کو فروغ دینے کی کوشش کی۔ ان کی حقیقی کاوشوں کے ذریعے، مخلص افراد کا ایک گروہ ابھرا، جو دوسروں کو راستبازی کی طرف رہنمائی کرنے اور غیر اخلاقی کاموں میں مشغول ہونے کی حوصلہ شکنی کرنے کے لئے پرعزم تھا۔ نتیجۃً شیخ نورالدین کو ریشی آرڈر کے سرخیل کے طور پر تسلیم کیا جاتا ہے، جو ایک ممتاز صوفی نظام ہے جس نے روحانی پاکیزگی اور غیر متزلزل اعتقاد کی انتہائی اہمیت پر زور دیا ہے۔ اس نظام نے کشمیر میں ایک روحانی تحریک کے طور پر نمایاں اثر ورسوخ حاصل کیا، جس نے متنوع عقائد کے افراد کے مابین رواداری، محبت اور ہم آہنگی کے بقائے باہمی کو فروغ دیا۔

کشمیری زبان و ثقافت کا احیاء: شیخ نورالدین نے کشمیری زبان و ثقافت کی بحالی اور ترویج میں اہم کردار ادا کیا۔ انہوں نے روحانی شاعری کو استعمال کیا، جسے کشمیری زبان میں ''شروک'' یا ''شلوک'' کہا جاتا ہے۔ یہ ذریعہ عام لوگوں کے لئے ان افکار تک رسائی کو ممکن بناتا ہے۔ نتیجۃً کشمیریوں میں اسلام کی ترویج ان کی اپنی زبان کے ذریعے ہوئی کیونکہ نورالدین نے اسے اپنے

شاعرانہ کلام میں شامل کیا۔ اس پیش رفت کو "کاشُر قرآن" کے نام سے جانا جاتا ہے[۶]، جو کشمیری زبان میں قرآن کی پیشکش کو اجاگر کرتا ہے۔ اسلامی تعلیمات کو اپنی مادری زبان میں پیش کر کے نورالدین نے نہ صرف عوام الناس میں تیزی سے مقبولیت حاصل کی بلکہ ان افکار کو زبانی حفظ کرنے میں بھی سہولت فراہم کی۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اسلامی تعلیمات سے مزین ان نظموں نے مختلف ذرائع سے کشمیر میں اسلام کی ترویج میں اہم کردار ادا کیا۔ ان میں میوزیکل بینڈز Damali Fakeer اور اسٹریٹ بینڈز Damali Maeti بھی شامل ہیں[۷]۔

سادگی اور انکساری پر زور: اسلام انکساری کو اللہ کے بندوں کی صفات قرار دیتا ہے۔ شیخ نورالدین نے بھی اپنی تعلیمات میں ان صفات کو سب سے زیادہ اہمیت دی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کی مندرجہ ذیل آیت میں واضح طور پر اس کا ذکر فرمایا ہے: "اور رحمان کے بندے وہ ہیں جو زمین پر آہستگی اور نرمی کے ساتھ چلتے ہیں"[۸]۔

مذکورہ بالا قرآنی آیت کی بنیاد پر شیخ نورالدین نے معتدل طرز زندگی اختیار کرنے کی اہمیت پر زور دیا۔ انہوں نے مادّہ پرستانہ کاموں کی حوصلہ شکنی کرتے ہوئے وعظ و تبلیغ کے فریضے کو سرانجام دیا اور لوگوں پر زور دیا کہ وہ اپنے آپ کو دنیاوی شان و شوکت اور مال و دولت کی زیبائش سے دور رکھیں۔ ان کی تعلیمات کا محور ایک ایسی زندگی کا فروغ تھا جس میں دلی اطمینان، خلوص، قناعت اور ساتھ ہی انسانوں کی بے لوث خدمت شامل تھی۔ انہوں نے اپنے فلسفے کو بیان کرنے کے لئے مندرجہ ذیل الفاظ استعمال کئے:

سہہ ہے آسی زے، شال زن پکی زے
شرعک سوتھ ژٹی ز نہ زانہہ

(آپ نے علم، ہنر یا تقویٰ میں قیادت، فضل اور کمال کی شان حاصل کرنی ہے، جس کی وجہ سے

---

[۶] Wani, Muhammad Ashraf. *Islam in Kashmir*. Srinagar: Oriental Publishing House, 2004, p.68.

[۷] Khan, Muhammad Ishaq. *Kashmir's Transition to Islam: The Role of Muslim Rishis*. Srinagar: Gulshan Books, 2005, p. 196.

[۸] القرآن، ۲۵:۶۳۔

آپ کو معاشرے میں باعزت مقام حاصل ہو جائے گا، یعنی کسی بھی حالت میں آپ نے شیر کی طاقت اور نمایاں مقام حاصل کرنا ہے۔ آپ کو رحم دل اور عاجز ہونا چاہئے اور کسی بھی حالت میں آپ کو اسلامی قانون کے ذریعہ عائد پابندیوں کو نظر انداز نہیں کرنا چاہئے)[۹]۔

عالمگیر اخوت: مساوات کے بارے میں قرآن کی تعلیمات پر روشنی ڈالتے ہوئے، جو اس بات کی تصدیق کرتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو مرد اور عورت سے پیدا کیا اور باہمی افہام وتفہیم کو فروغ دینے کے لئے متنوع قوموں اور قبائل کو قائم کیا[۱۰]، شیخ نورالدین نے عالمگیر بھائی چارے کے تصوّر پر بہت زور دیا اور افراد کے درمیان ان کی ذات، مسلک یا معاشرتی حیثیت سے قطع نظر اتحاد کی وکالت کی۔ چنانچہ انہوں نے کہا:

یخ، ٹلہ کٹر تہ شین تم بیون بیون پاد کری آشن
یامتھ ییکھ آفتابچ پرو تامتھ ترن ونی اکے گوو

(یخ، آب منجمد اور برف کو خدا نے الگ الگ پیدا کیا لیکن جیسے ہی مشرق سے نکلنے والی سورج کی شعاعیں ان پر پڑتی ہیں تو یہ تینوں پگھل کر پانی میں بدل جاتے ہیں)[۱۱]۔

یہ انسانیت کی مشترکہ اصل کی نشاندہی کرتا ہے، کیونکہ تمام افراد ایک ہی بنیادی مادہ، یعنی زمین سے پیدا ہوئے ہیں، اور بالآخر ایک ہی تقدیر کا سامنا کرنے والے ہیں۔ شیخ نورالدین نے اپنے دور کے معاشرے میں رائج ذات پات پر مبنی نظام اور سماجی درجہ بندیوں پر شدید تنقید کی۔ انھوں نے مساوات اور انصاف کے اصولوں کی حمایت کی اور تمام افراد کے حقوق کی وکالت کی، چاہے ان کا سماجی پس منظر یا حیثیت کچھ بھی ہو۔ ان کی تعلیمات رکاوٹوں کو ختم کرنے اور سب کو ساتھ ملانے کی تاکید کرتی تھی۔ قابل ذکر بات یہ ہے کہ وہ رسم و رواج کے ساتھ ساتھ ذات پات اور "کول"[۱۲] نامی نظام کے سخت مخالف تھے۔ انہوں نے واضح کیا کہ:

---

[۹] غلام محمد شاد، کلام شیخ العالم، علی محمد اینڈ سنز، سرینگر، ۲۰۱۳، ص: ۳۴۹۔

[۱۰] القرآن، ۴۹:۱۳۔

[۱۱] اسد اللہ آفاقی، کلیات شیخ العالم، لائف فاؤنڈیشن، چرار شریف، بڈگام، کشمیر، ۲۰۰۸، ص: ۳۴۹۔

[۱۲] کول/کولا (انگریزی: Kaula) تنتر شکتی مت اور شیومت میں ایک مذہبی روایت ہے جس کی خصوصیت مخصوص رسومات اور علامتیت سے منسلک ہے جو شیو اور شکتی کی عبادت کا حصہ ہے۔ کولوں کے ضابطۂ اخلاق اور

کول مو لگی رنگن تہ سنگن
کول مو ہنگن لگہ نے آو

(آپ کے وجود کا مقصد لوگوں کے درمیان تقسیم اور انتشار پھیلانا نہیں ہے۔ یہ آپ کے لئے نہیں ہے کہ آپ فخر سے کسی خاص نسل یا نسل کی برتری کا دعویٰ کریں)(۱۳)۔

ایک اور شعر میں شیخ نورالدین نے اسلام کے مساواتی نقطۂ نظر کا پرچار کیا ہے، جس میں کہا گیا ہے کہ تمام افراد کا نسب آدم اور حوا سے ملتا ہے۔ انھوں نے اس بات پر زور دیا کہ معاشرے کے اندر متنوع قبائل کی موجودگی کا مقصد افراد کے درمیان حقیقی تفاہم اور رابطے کو فروغ دینا ہے:

حضرت بابا آدم مولو امہ حوا تتی آوو
اد کتھ دپن ڈونب واتل تہ ژرولو
کولس ہم کول کیاہ ہیڈ وو

(آدم اور حوا سے ہی بنی نوع انسان آگے چلتی ہے۔ ایک آدمی کو ڈومبا، واتل یا سپاہی سے کیا چیز مختلف بناتی ہے جب تمام لوگ ایک ہی والدین کی اولاد ہیں؟ لہٰذا اگر سب کا تعلق ایک ہی نسل سے ہے تو وہ ایک دوسرے سے نفرت کیوں کرتے ہیں؟)(۱۴)

امن اور ہم آہنگی کا فروغ: شیخ نورالدین کی تعلیمات نے امن، ہم آہنگی اور عالمگیر بھائی چارے کے اصولوں کو فروغ دینے پر نمایاں توجہ مرکوز کی۔ انہوں نے تنازعات کو حل کرنے کے لئے مکالمے اور افہام و تفہیم کی اہمیت پر زور دیا، جس کا حتمی مقصد افراد اور برادریوں کے اندر اور ان کے مابین اتحاد اور ہمدردی کے اجتماعی احساس کو فروغ دینا ہے۔ چنانچہ وہ اپنی ایک نظم میں اپنے خیالات کا اظہار اس طرح کرتے ہیں:

اکیئے مالس تہ ماجہ ہندین کوہ تھاو تھکھ دوئی تہ نیائے
مسلمانن کیو ہندین کر بندن توشہ خدائے

رسومات کو کولاچار کے نام سے جانا جاتا ہے۔ مزید جاننے کے لئے دیکھیں: Gavin Flood, *An Introduction to Hinduism,* Cambridge University Press, 1996, p. 166.

(۱۳) ماخذ سابق، ص: ۲۹۶۔

(۱۴) ماخذ سابق، ص: ۳۹۰۔ مزید دیکھیں: ص: ۱۲۵، ۹۴-۳۹۲۔

(مشترکہ نسل سے تعلق رکھنے والی اولاد کب مسلمانوں اور ہندوؤں کے درمیان غیر میانہ روی برتے گی؟ ان پر اللہ کے فضل و کرم کی نعمتیں کب عطا ہوں گی؟)[۱۵]

یہ اشعار مسلمانوں اور ہندوؤں کے مشترکہ ورثے کی طرف اشارہ کرتے ہے، جس کی وجہ سے لوگوں کو تفرقہ انگیز ڈھانچوں سے بالاتر ہو کر غور و فکر کرنے کی ترغیب ملتی ہے۔ یہ ان برادریوں کے درمیان اتحاد اور ہم آہنگی کی دلی خواہش کا اظہار کرتے ہیں، جس سے یہ اشارہ ملتا ہے کہ دوہری سوچ کو ترک کرنے سے خدا کی رضا اور الٰہی نعمتوں کی وافر مقدار حاصل ہوگی۔

ماحولیاتی انتظام: شیخ نورالدین فطرت اور ماحولیات کی گہری تعریف کرتے تھے اور رہنمائی کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے انسانیت کو قدرتی دنیا کے ساتھ متوازن اور پائیدار تعلقات برقرار رکھنے کی ذمہ داری سونپی ہے۔ قرآن مجید میں بھی اسی احساس کی بازگشت سنائی دیتی ہے جس میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ''پھر ہم نے تمہیں ان کے بعد زمین میں جانشین بنایا تاکہ ہم دیکھ سکیں کہ تم کیا کروگے''[۱۶]۔

شیخ نورالدین نے تمام جانداروں کے باہمی تعلق کو تسلیم کرتے ہوئے زمین کے تئیں ایمانداری سے کام لینے کی اخلاقی ذمے داری پر زور دیا۔ ان کی تعلیمات کا مرکزی نکتہ یہ تھا کہ افراد قدرتی ماحول کے تحفظ اور بقا کی کوشش کرتے ہوئے فطرت کے ساتھ ہم آہنگی کے ساتھ مل جل کر رہیں۔ شیخ نورالدین نے اپنے پیروکاروں میں ماحولیات کے تئیں ایک گہری ذمہ داری کا احساس پیدا کیا۔ اس فلسفے کے ایک اہم اظہار کو ان کے مندرجہ ذیل شعر میں دیکھا جاسکتا ہے:

ان پوشہ تیلہ ییلہ ون پوشہ (خوراک کا انحصار جنگلات پر ہے)[۱۷]

جب سیاق وسباق میں جائزہ لیا جائے تو یہ بیان اس بنیادی تصور کو ظاہر کرتا ہے کہ خوراک اور جنگلات کے درمیان تعلق باہمی انحصار کا ہے، جس میں خوراک کی رزق اور پیداوار جنگلات کی موجودگی اور صحت پر بہت انحصار کرتی ہے۔ جنگلات زرعی پیداوار کے لئے ضروری ماحولیاتی عمل

---

[۱۵] ماخذ سابق، ص: ۴۳۰؛ ابو نعیم، کلیات شیخ العالم، شیخ عثمان اینڈ سنز، سرینگر، ۲۰۰۶، ص: ۴۱۸۔ شیخ نورالدین کی مذہبی رواداری پر دیکھیں: غلام نبی خیال، شیخ العالم سنز شاعری منز مذہبی رواداری، علمدار کشمیر، جی این خاکی اور آفاق عزیز، مرکز نور، یونیورسٹی آف کشمیر، سرینگر، ۲۰۲۱، ص: ۲۷۸-۲۸۴۔

[۱۶] القرآن، ۱۴:۱۰۔

[۱۷] آفاقی، ماخذ سابق، ص: ۴۴۸۔

کو آسان بنانے میں اہم کردار ادا کرتے ہیں[۱۸]۔ وہ مٹی کی زرخیزی، پانی کی دستیابی، آب و ہوا کے ضابطے، اور حیاتیاتی تنوع کے تحفظ میں مددگار ہوتے ہیں۔ جنگلات نے تاریخی طور پر مختلف خوردنی وسائل فراہم کیے ہیں، جن میں پھل، میوے اور مشروم وغیرہ شامل ہیں، جو انسانی غذا کی تکمیل کرتے ہیں اور غذائی تنوع فراہم کرتے ہیں۔ مزید برآں، جنگلات ادویاتی پودوں اور دیگر جنگلاتی مصنوعات کے ذخائر کے طور پر کام کرتے ہیں، جو نہ صرف کھانا پکانے کی روایات میں مددگار ہیں بلکہ مقامی برادریوں کے ثقافتی رسم ورواج کو بھی کمال بخشتے ہیں۔ جنگلات کے ساتھ خوراک کے ماتحت تعلق کو تسلیم کرتے ہوئے ہر شخص کو جنگلاتی نظام کو محفوظ رکھنے میں اہم کردار ادا کرنا چاہیے۔ ایسا کرنا طویل مدتی غذائی تحفظ کو یقینی بنانے، ماحولیاتی توازن کو برقرار رکھنے اور انسانی معاشروں کی مجموعی فلاح وبہبود کو فروغ دینے کے لئے نہایت اہم ہے۔

اس سے نتیجہ یہ اخذ ہوتا ہے کہ شیخ نورالدین کی تعلیمات، ذمہ دارانہ ماحولیاتی انتظام کی وکالت، خوراک کی پیداوار اور ثقافتی ورثے کو برقرار رکھنے میں جنگلات کے لازمی کردار کو تسلیم کرتے ہوئے، پائیدار طریقوں کو اپنانے اور انسانی ضروریات اور قدرتی دنیا کے درمیان نازک توازن کو برقرار رکھنے پر زور دیتی ہیں۔

وراثت اور ثقافتی اثر ورسوخ: شیخ نورالدین کی تعلیمات نے کشمیر کے ثقافتی اور مذہبی منظرنامے پر ایک انمٹ اثر چھوڑا۔ شیخ نورالدین کے شاگردوں نے، جو ریشیوں کے نام سے مشہور ہوئے، آپ کی تعلیمات کو آگے بڑھایا اور تعلیم وتربیت اور روحانیت کے مراکز قائم کیے۔ اس ریشی آرڈر نے ادب، سماع اور فنون لطیفہ سمیت کشمیری ثقافت کے مختلف پہلوؤں کو تشکیل دینے میں اہم کردار ادا کیا۔ آفاقی محبت، بھائی چارہ اور وسیع النظری کا ان کا پیغام موجودہ دور میں بھی لوگوں کو متاثر کر رہا ہے۔ وہ کشمیری تصوف اور مذہبی فکر کی تاریخ میں ایک نمایاں شخصیت کے طور پر قابل احترام ہیں کیونکہ انھوں نے وادی کے روحانی، ثقافتی اور معاشرتی فریم ورک پر ایک پائیدار اثر چھوڑا ہے۔

شیخ نورالدین کا اثر ورسوخ اتنا زیادہ تھا کہ اس نے افغان حکمران عطا محمد خان (۱۸۰۷-۱۸۱۳

---

[۱۸] جنگلات اور غذا کے باہمی انحصار پر مزید دیکھیں:

FAO, Food and Agricultural Organization of the United Nations, "Making Food for Forests and Food Security", *State of the World's Forests 2016,* 2016, pp. 54-85.

عیسوی) کو ۱۸۰۸-۱۸۱۰ عیسوی کے درمیان ان کے اعزاز میں سکے رائج کرنے پر راغب کیا[19]۔ متعدد ادارہ جاتی اقدامات کے قیام کے ذریعے کشمیری معاشرے پر ان کے گہرے اثرات کا اعتراف کیا گیا ہے۔ اس کی ایک قابل ذکر مثال مرکز برائے شیخ العالم اسٹڈیز ہے جس کی بنیاد ۱۹۹۸ء میں کشمیر یونیورسٹی میں رکھی گئی[20]۔ یہ مرکز شیخ نورالدین کی زندگی پر گہری تحقیق کرنے اور ان کی تعلیمات کو نوجوان نسل اور کشمیر کے وسیع تر معاشرے تک پہنچانے کے لئے وقف ہے۔ یہ ادارہ شیخ نورالدین کی تعلیمات کی گہرائی سے چھان بین کے لئے ایک پلیٹ فارم کے طور پر کام کرتے ہوئے عصر حاضر میں شیخ نورالدین کے پیغام کو روشن کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ ان کی اہم خدمات کے اعتراف میں یونیورسٹی آف کشمیر نے ۲۰۱۵ء میں شیخ العالم چیئر قائم کیا[21]۔ اس تحقیقی مرکز کا مقصد علمی کاوشوں کو آسان بنانے اور ان کی روحانی بصیرت اور ثقافتی خدمات کی گہری تفہیم کو فروغ دے کر ان کی وراثت کا احترام کرنا ہے۔

کشمیری معاشرے پر شیخ نورالدین کے غیر معمولی اثرات کو بڑے پیمانے پر تسلیم کیا گیا ہے، جس کا ثبوت ان کے اعزاز کے لئے متعدد اداروں کا قیام ہے۔ ان اداروں میں اسپتال، مساجد، مدرسے، کھیلوں کے اسٹیڈیم، ہوسٹل، اسکول اور کالج کے ساتھ ساتھ وادی کشمیر کے اندر پل اور کالونیاں شامل ہیں[22]۔ مزید برآں، ایک اہم خراج تحسین پیش کرتے ہوئے، حکومت ہند نے

---

(19) Sūfī, GMD. *Kashir: Being A History of Kashmir*. Lahore: The University of Panjab, 1949, p. 101.

(20) Shaikh-Ul-Aalam Centre for Multidisciplinary Studies, University of Kashmir. 1988. 24 June 2023. http://markazinoor.uok.edu.in/Main/AboutUs.aspx

(21) ماخذ سابق۔

(22) ان میں سے قابل ذکر ادارے گاندربل اور بڈگام میں واقع دارالعلوم ہیں۔ مزید برآں، ان کی وراثت سے وابستہ اسکول اور کالج داشی پورہ، راہمو، ابہاما، چکورا، کولگام، آونیرا، واگورا، شانگس، کاوسا، پامپور، بڈگام اور دیگر مقامات پر پائے جاتے ہیں۔ شیخ نورالدین کے اعزاز میں مساجد بجبہاڑہ، سنگم، نیلو، چرار شریف، پامپور، پہلگام اور دیگر جگہوں پر تعمیر کی گئی ہیں۔ ان کے نام سے منسوب اسپتال نیواپلوامہ اور کرن نگر سرینگر میں کمیونٹی کی خدمت کرتے ہیں۔ ان کے نام کے کھیلوں کے اسٹیڈیم برازلو شوپیان، مونگہ ہال اننت ناگ اور کھی کولگام میں پائے جاتے ہیں۔ کولگام ضلع کے کاترسو اور پاریگام پل، ان کی یاد میں وقف کیے گئے ہیں۔ متعدد کالونیوں کے نام شیخ نورالدین کے نام پر رکھے گئے ہیں، جن میں چرار شریف، چاڈورہ، نوگام، سورہ اور سری نگر شامل ہیں۔ اس کے علاوہ ان کے اعزاز میں منسوب ہوسٹل چرار شریف اور حضرت بل میں واقع ہیں۔

۲۰۰۵ء میں سرینگر ہوائی اڈے کا نام تبدیل کر کے شیخ العالم بین الاقوامی ہوائی اڈہ رکھ دیا، اور اسے بین الاقوامی درجہ دیا[۲۳]۔ ان ادارہ جاتی اقدامات اور سرکاری اعتراف کے ذریعے شیخ نورالدین کی تعلیمات اور خدمات کو سراہا اور محفوظ کیا جارہا ہے تاکہ کشمیری معاشرے پر ان کے گہرے اثرات کو موجودہ اور آنے والی نسلیں تعظیم و تسلیم کرتی رہیں۔

کشمیری ادب اور فنون لطیفہ پر نورالدین کا اثر: شیخ نورالدین کی تعلیمات نے وادی کشمیر کی ثقافت اور فنکارانہ اظہار پر گہرا اثر ڈالا۔ تصوف کے اصولوں کو کشمیر کی پہلے سے موجود روحانی اور ثقافتی روایات کے ساتھ یکجا کر کے ان کی تعلیمات نے وادی کے اندر ایک پائیدار وراثت قائم کی ہے۔ ان کے اثرات کی وسعت کو مکمل طور پر سمجھنے کے لئے، کشمیری شاعری، موسیقی اور دیگر فنکارانہ مظاہر کے دائروں میں جھانکنا ضروری ہے۔

کشمیری شاعری: کشمیری شاعری کا دائرہ شیخ نورالدین کی تعلیمات کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ انہوں نے اپنے صوفیانہ تجربات اور روحانی بصیرت کا اظہار کشمیری زبان میں لکھی گئی شاعری کے ذریعے کیا جو عام لوگوں کے لیے قابل رسائی تھی۔ ان کی شاعری نے، جسے "شیخ شروک" کے نام سے جانا جاتا ہے، گہری روحانی سچائیوں کو سادہ اور عام فہم زبان میں بیان کیا۔ شیخ نورالدین کی شاعری میں محبت الٰہی، انسانی وجود اور خودشناسی کی جستجو کے موضوعات کا احاطہ کیا گیا اور کشمیر کی ادبی روایات کو مزید عروج دیا۔ ان کے شاعرانہ انداز اور پیغام نے کشمیری عوام کو متاثر کیا اور ان کی شاعری ان کی پیروی کرنے والے شاعروں کے لئے ایک تحریک بن گئی۔ ان کی گہری روحانی بصیرت اور انسانیت نے وادی کے بے شمار شاعروں کو متاثر کیا ہے۔ ان کشمیری شاعروں میں حبہ خاتون (۱۵۵۴-۱۶۰۹ عیسوی)، روپہ بھوانی (۱۶۲۱-۱۷۲۱عیسوی)، سوچھہ کرال (۱۷۸۲- ۱۸۵۴ عیسوی)، شمس فقیر (۱۸۴۳-۱۹۰۱عیسوی) اور احد زرگر (۱۸۸۲-۱۹۸۴عیسوی) شامل ہیں۔

روحانی نظمیں اور ترانے: شیخ نورالدین کی تعلیمات کا اثر سماع کے دائرے میں بھی گونجتا ہے۔ روایتی کشمیری سماع کی شکلوں کے ساتھ صوفی عناصر کے امتزاج نے ایک منفرد سماع کی روایت کو جنم

---

[۲۳] Dean Accardi, "Embedded Mystics: Writing Lal Ded and Nund Rishi into the Kashmiri Landscape" in *Kashmir: History, Politics, Representation*, ed. Chitralekha Zutshi, Cambridge University Press, New York, 2020, p. 247.

دیا ہے جو روحانیت کے تبحّر اور ثقافتی ورثے دونوں کا احاطہ کرتی ہے۔ ان کی تعلیمات سے متاثر ہونے والی نظمیں اور ترانے نہ صرف سننے والوں کے حوصلے بلند کرتے ہیں بلکہ خدا سے رابطہ قائم کرنے کا ذریعہ بنتے ہیں۔

ان کی روحانی تعلیمات کا اظہار روحانی شاعری کی شکل میں ہوا، جسے "ونہ وُن" یا "صوفیانہ کلام" کے نام سے جانا جاتا ہے۔ ونہ وُن کلاسیکی کشمیری شاعری، صوفی شاعری اور صوفیانہ موضوعات کا ایک انوکھا امتزاج ہے[۲۴]۔ اس روایت میں لکھے گئے ترانوں کی ایک خوبصورت اور جذباتی انداز میں سماعت کی جاتی ہے۔ یہ ترانے محبت الٰہی کا جشن مناتے ہیں اور روحانی تعلق اور عقیدت کے ذریعے کے طور پر کام کرتے ہیں۔ خدا کی محبت کے بارے میں وہ لکھتے ہیں:

عاشق ئے یُس عشقہ ستی دزی سون زن پرزلس پنُن پان
عشقہ دود یس ہامالہ وانجہ سزی ئے اد واتی لا مکان

(ایک مخلص عاشق محبت اور جذبے میں غرق ہو جائے گا، سونے کی طرح چمک دمک کے ساتھ تابکاری ہوگی۔ جو لوگ محبت کے جوش و جذبے اور آرزو کے تیروں سے چھنتے ہیں، وہی خود کو دور اندیش منزلوں کے حقیقی دائروں میں رہتے ہوئے پائیں گے)[۲۵]

وہ لکھتے ہیں کہ محبت الٰہی، اپنی غیر متزلزل قوت کے ساتھ، لوگوں کو مشکلات اور قربانیوں کے ساتھ ثابت قدم رہنے کی طرف راغب کرتی ہے اور انہیں شدید نقصان کے دوران بھی بغیر کسی ہچکچاہٹ کے آگے بڑھاتی ہے:

عشق چھُےُ کُن شُر ماجہ مرُن سُہ مرتھ اوہر کر تہ پکھ
عشق چھُےُ کنڈی زنڈ وتھرُن وتھرتھ ڈُلاہ کر تہ پکھ
عشق چھُےُ گنہ تُلہ ریو ہی برُن سُہ شکھ دماہ بر تہ پکھ
عشق چھُےُ کرتلہ سر دارُن سُہ دارتھ یہ تہ پکھ

---

[۲۴] وژُن کو "کہاوت" کہا جاتا ہے اور یہ ایک مخصوص شعری صنف ہے جس میں ہر چوکور (چار سطروں پر مشتمل بند) میں بار بار گایا جاتا ہے۔ کاشر لغات کے مطابق، یہ ایک گانا ہے، جس میں جذباتی اظہار کے ساتھ آواز کی موسیقی بھی ہوتی ہے۔ ان دونوں تعریفوں کو تفصیلات سے جاننے کے لئے دیکھیں: کنسائز کشمیری ڈکشنری، ص: ۵۷۹؛ شفیع شوق، کاشر لغات: اے ڈکشنری آف کشمیری لنگویج، علی محمد اینڈ سنز، سرینگر، ۲۰۱۸، ص: ۱۱۶۴۔

[۲۵] ماخذ سابق، ص: ۳۴۵۔

عشق چھۓ غنیمس بُتھ نیرُن سُہ پھیرتھ یہ تہ پکھ
عشق چُھۓ رتہ جامہ بدن پاژن سُہ رخت گنڈتھ یہ تہ پکھ

(محبت ایسی ہوتی ہے کہ جب ایک ماں کا اکلوتا بیٹا فوت ہو جائے اور وہ اس کے بارے میں سوچنا بھی چھوڑے اور اپنا سفر جاری رکھے۔ محبت کانٹے کے بستر کی طرح ہے اور آپ کو اس پر لیٹ جانا ہے اور سوئے منزل چلتے رہنا ہے۔ محبت اپنی گود میں شہد کی مکھیوں کو بھرنے کا نام ہے۔ سو وہ لمحہ برداشت کرنا ہے اور چلتے رہنا ہے۔ محبت ننگی تلوار کے نیچے سر رکھنے کا نام ہے۔ اپنا سر تلوار کے سامنے پیش کرتے جاؤ اور اپنا سفر جاری رکھو۔ محبت آپ کو جنگ میں فرنٹ لائن سپاہی بناتی ہے۔ اس صورت حال سے پیچھے نہ ہٹو اور آگے بڑھو۔ محبت شہید کا خون آلود لباس پہنے ہوئے چلنے کا نام ہے۔ سو وہ پہن کے رکھو اور اپنی منزل کی طرف گامزن ہوتے جاؤ)۔ [۲۶]

فن اور خطاطی: شیخ نورالدین کا اثر شاعری اور سماع کے دائروں کے باہر بھی ہوا ہے۔ بصری فنون بشمول خطاطی، منی ایچر پینٹنگز (Miniature paintings) اور آرکیٹیکچرل ڈیزائن (Architectural design)۔ ان کی تعلیمات کے ناقابل فراموش نشان رکھتے ہیں۔ روحانیت اور جمالیات کی آمیزش پر ان کے زور نے کشمیری کاریگروں کی فنکارانہ حساسیت پر گہرا اثر ڈالا، جس نے بصری اور روحانی طور پر متاثر کن شاہکاروں کو جنم دیا۔

شیخ نورالدین کی روحانی بصیرت اور اشعار کے گہرے اثر کے تحت فنکاروں کو مصوری اور خطاطی کی تخلیق کی ترغیب ملی جس میں ان کی تعلیمات اور صوفیانہ تجربات کو وضاحت کے ساتھ بیان کیا گیا۔ یہ فنکارانہ تاثرات اکثر اسلامی خطاطی کے عناصر کو روایتی کشمیری نمونوں کے ساتھ جوڑ دیتے ہیں، جس سے بصری طور پر دلکش فن پارے تخلیق ہوتے ہیں۔ معاصر کشمیری آرٹ میں بھی فن اور خطاطی پر شیخ نورالدین کی تعلیمات کا اثر واضح ہے کیونکہ فنکار ان کی گہری دانش مندی سے ترغیب حاصل کرتے ہوئے ایسے فن پارے تخلیق کرتے ہیں جو وادی کے ثقافتی اور روحانی ورثے کی عکاسی کرتے ہیں۔ بہر حال شیخ نورالدین کی تعلیمات کشمیر کے ثقافتی اور فنی منظر نامے پر اپنے

---

[۲۶] ماخذ سابق، ص:۳۴۱، ۳۴۵، ۳۴۶۔ نورالدین کے محبت الٰہی کو تفصیلات سے جاننے کے لئے دیکھیں: مرزا محمد زماں آزردہ، "شیخ العالم کا تصور عشق"، حضرت شیخ العالم، جلد ۱، جی این خاکی اور آفاق عزیز، مرکز نور، یونیورسٹی آف کشمیر، سرینگر، ۲۰۲۱، ص:۲۰۰-۲۱۰۔

انمٹ نشان چھوڑے ہیں۔ کشمیری شاعری، سماع اور مختلف فنی شکلوں پر ان کے اثرات اور ان کی تعلیمات کی گہری گونج، وادی کے تخلیقی اظہار میں ان کی پائیدار وراثت کا ثبوت ہے۔

ثقافتی شناخت اور میراث: مخصوص فن پاروں سے ہٹ کر شیخ نورالدین کی تعلیمات نے کشمیر کی ثقافتی شناخت اور ورثے کی تشکیل میں اہم کردار ادا کیا۔ مساوات، اتحاد، رواداری اور ہمدردی پر ان کا زور آج بھی کشمیر میں گونجتا ہے، جس سے اجتماعی شناخت کے احساس اور ان کی ثقافتی جڑوں سے گہرا تعلق پیدا ہوتا ہے۔ ان تعلیمات نے کشمیری زبان، ادب، موسیقی اور دیگر فنی شکلوں کے تحفظ اور فروغ کی رہنمائی کی اور ثقافتی شناخت کو اپنانے اور تنوع کے جشن کی حوصلہ افزائی کی ہے۔ شیخ نورالدین کی آبائی دانش مندی اور روایات کے خاتمے پر زور دینے سے کشمیری ثقافتی روایات کی لچک اور تسلسل میں مدد ملی ہے۔

کشمیر کی تاریخ پر شیخ نورالدین نے اپنی تعلیمات کے ذریعے ریشی نظام خانقاہی کی تجدید کی اور وادی کے روحانی اور ثقافتی منظرنامے پر ایک انمٹ نشان چھوڑا۔ روحانی پاکیزگی، اسلامی رسم ورواج اور کشمیری زبان اور ثقافت کے انضمام پر ان کے زور نے ان کی تعلیمات کو عوام کے لئے قابل رسائی بنادیا۔ شیخ نورالدین کا سادگی، انکساری اور عالمگیر بھائی چارے کا پیغام معاشرتی تقسیم سے بالاتر ہو کر مختلف پس منظر کے لوگوں میں مساوات اور اتحاد کے احساس کو فروغ دیتا ہے۔ ان کی تعلیمات کشمیر کے لوگوں میں اب بھی محبت، ہمدردی اور اندرونی روشن خیالی کو فروغ دے رہی ہیں۔ مزید برآں، شیخ نورالدین کی امن، ہم آہنگی اور ماحولیاتی تحفظ کی وکالت نے فطرت کے ساتھ ہم آہنگی سے زندگی گزارنے کی اہمیت کو اجاگر کیا۔ ان کی تعلیمات نے کشمیر کے مختلف ثقافتی اظہارات پر گہرا اثر ڈالا ہے، ماحول کے تئیں ذمہ داری کے احساس کو فروغ دیا ہے اور فنکارانہ اختتام کی ترغیب دی ہے۔

آج شیخ نورالدین کی میراث زندہ ہے اور ادارہ جاتی اقدامات اور سرکاری اعتراف کے ذریعے محفوظ بھی ہے۔ کشمیر کے روحانی، ثقافتی اور سماجی تانے بانے میں ان کی خدمات نے وادی کی تاریخ کو تشکیل دینے اور نسلوں کو متاثر کرنے کے لئے دیرپا نقوش چھوڑے ہیں۔ روحانی روشن خیالی، ثقافتی انضمام، اور ماحولیاتی سرپرستی پر ان کا زور، اندرونی امن اور ہم آہنگی کی تلاش میں افراد کی حوصلہ افزائی اور رہنمائی جاری رکھے ہوئے ہے۔ شیخ نورالدین کی وراثت امید کی کرن کے طور پر

کام کرتی ہے، محبت، اتحاد اور کشمیر کے امیر ورثے سے گہرے تعلق کو فروغ دیتی ہے۔

کتابیات

۱۔ اسد اللہ آفاقی، کلیات شیخ العالم، چرار شریف، لائف فاؤنڈیشن، ۲۰۰۸ء۔

۲۔ مرزا میر محمد زمان آزردہ، "شیخ العالم کا تصور عشق"۔ حضرت شیخ العالم، تالیف: جی این خاکی اور آفاق عزیز، جلد ۱، مرکز نور، یونیورسٹی آف کشمیر، سرینگر، ۲۰۲۱ء۔

۳۔ محمد فاروق بخاری، کشمیر میں اسلام: منظر اور پس منظر، مکتبہ علم و ادب، سرینگر، ۲۰۱۳ء۔

۴۔ محمد اعظم دیدمری، واقعات کشمیر، ترجمہ: شمس الدین احمد، جموں اینڈ کشمیر اسلامک ریسرچ سنٹر، سرینگر، ۲۰۱۹ء۔

۵۔ غلام نبی خیال، "شیخ العالم سنز شاعی منز مذہبی رواداری"۔ علمدار کشمیر، تالیف: جی این خاکی اور آفاق عزیز، مرکز نور، یونیورسٹی آف کشمیر، سرینگر، ۲۰۲۱ء۔

۶۔ حسن کھوئیہامی، تاریخ حسن، جلد ۲، ترجمہ: شریف حسین قاسمی، علی محمد اینڈ سنز، سرینگر، ۲۰۱۳ء۔

۷۔ حسن کھوئیہامی، تاریخ حسن، جلد ۲۔ ترجمہ: شریف حسین قاسمی، علی محمد اینڈ سنز، سرینگر، ۲۰۲۲ء۔

۸۔ محی الدین مسکین، تاریخ کبیر، ترجمہ: شمس الدین احمد، شیخ محمد عثمان اینڈ سنز، سرینگر، ۲۰۱۵ء۔

۹۔ ابو نعیم، کلام شیخ العالم، شیخ محمد عثمان اینڈ سنز، سرینگر، ۲۰۰۶ء۔

۱۰۔ جی ایم شاد، کلام شیخ العالم، علی محمد اینڈ سنز، سرینگر، ۲۰۱۳ء۔

11. 'Alī, Sayyid, *Tārīkh-i Kashmīr.* Trans. A.Q. Rafiqi. Srinagar: Gulshan Books, 2011.

12. Accardi, Dean, "Embedded Mystics: Writing Lal Ded and Nund Rishi into the Kashmiri Landscape." Zutshi, Chitralekha. *Kashmir: History, Politics, Representation.* New York: Cambridge University Press, 2020.

13. Anonymous, *Bahāristān-i Shāhī.* Trans. K.N. Pandit. Calcutta: Firma KLM Pvt. Ltd., 1991.

14. Chatterji, J.C., *Kashmir Śaivism.* Delhi: Parimal Publications, 2022.

15. "Concise Kashmiri Dictionary." Ed. Zaffar Muzaffar. Srinagar: Jammu & Kashmir Academy of Art, Culture & Languages, 2006.

16. FAO, Food and Agricultural Organization of the United Nations. "Making Food for Forests and Food Security." *State of the World's Forests 2016,* 2016.

17. Khan, Muhammad Ishaq, *Kashmir's Transition to Islam: The Role of Muslim Rishis.* Srinagar: Gulshan Books, 2005.

18. Malik, Haidar, *Tārīkh-i Kashmīr.* Tr. Razia Bano. Delhi: Bhavna Prakashan, 1991.

19. Pandit, B.N., *Aspects of Kashmir Shaivism.* Srinagar: Utpal Publications, 1977.

20. —. *History of Kashmir Shaivism.* Srinagar: Utpal Publications, 1990.

21. Shaikh-Ul-Aalam Centre for Multidisciplinary Studies, University of Kashmir. 1988. 24 June 2023.
<http://markazinoor.uok.edu.in/Main/AboutUs.aspx>.

22. Shawq, Shafi, *Kashir Lughāt: A Dictionary of Kashmiri Language.* Srinagar: Ali Mohammad & Sons, 2018.

23. Sūfī, GMD, *Kashir: Being A History of Kashmir.* Lahore: The University of Panjab, 1949.

24. Wani, Muhammad Ashraf, *Islam in Kashmir.* Srinagar: Oriental Publishing House, 2004.